تیسواں فقہی سمینار

☆ کورونا سے پیدا ہونے والے بعض اہم مسائل

☆ سوشل میڈیا کا استعمال

سوالنامہ:

کورونا سے پیدا ہونے والے بعض اہم مسائل

کورونا بیماری کے اثرات ۲۰۲۰ء کے آغاز میں شروع ہوئے جس نے ایک وبا کی صورت اختیار کرلی، اور دیکھتے ہی دیکھتے اس بیماری نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور لاکھوں لوگ اس بیماری کا شکار ہوکر لقمہ اجل بن گئے، بہر حال اس نے پوری دنیا کو اورانسانی زندگی کے ہر شعبے کو متاثر کیا ہے، دینی اور دنیوی ہر سطح کے مسائل پیدا کئے، دینی مسائل پیدائش سے لے کر موت تک کے اور نماز سے لے کر حج تک کے، نیز دیگر معاملات ومناکحات کے بھی مسائل پیدا کئے ہیں جن کے جوابات علماء امت نے اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے دیئے ہیں۔

مسائل تو اتنے ہیں کہ ایک پورا سمینار اس موضوع پر ہوسکتا ہے؛لیکن اس موقع سے صرف چار مسائل کا انتخاب کیا گیا ہے:۱-کورونا کے ماحول میں نماز جمعہ، ۲-کرونا کے میت کا غسل، ۳-قبر پر نماز جنازہ، ۴-غائبانہ نماز جنازہ۔

۱-کورونا کے ماحول میں نماز جمعہ:

شریعت میں نماز جمعہ کی اہمیت اور عامۃ المسلمین کی طرف سے اس کا اہتمام معلوم ومعروف ہے،عوام کی بہت بڑی تعداد صرف جمعہ کی ہی حد تک نماز کا اہتمام کرتی ہے،اوراس کی وجہ سے صرف ایک دن مسجد میں آتی ہے اور مسجد سے اور مسلم معاشرہ سے جڑتی ہے، کچھ دین کی باتیں بھی سن لیتی ہے،کورونا کی وجہ سے عام نمازوں اور جمعہ میں جو پابندی لگی تو کئی سوالات سامنے آئے کہ مسجدوں میں پابندیوں کا لحاظ رکھتے ہوئے چھوٹی چھوٹی متعدد جماعتیں کی جائیں، یا مسجد کی ایک جماعت سے الگ مکانات وغیرہ میں بھی نماز جمعہ کا انعقاد کیا جائے؟ یا مسجد کی ایک جماعت پر اکتفا کرکے بقیہ لوگ جمعہ ادا کرنے کے بجائے ظہر پڑھیں،اوراگر ظہر ادا کریں تو جماعت سے یا تنہا،جبکہ اس صورت میں عوام کی بڑی تعداد نماز جمعہ ونماز ظہر دونوں سے دور رہتی ہے اور ابھی جیسا کہ اطلاعات ملیں کہ جن جگہوں میں تعدد جمعہ کا نظام نہیں بنا وہاں عامۃ المسلمین بالکل بیگانہ ہوگئے اور اب تک ان پر اثر ہے۔

الف- اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عام حالات میں ایک مسجد میں کسی بھی نماز کی ایک ہی جماعت ہوتی ہے اور دوسری منع ہے،لیکن کیا کورونا جیسی پابندیوں کے ماحول میں ایک مسجد میں ایک سے زائد جماعت کی اجازت ہوگی؛ جبکہ ہر جماعت کا امام الگ ہو اور جواز کی صورت میں کیا پابندیاں ہوں گی؟

ب- واضح رہے کہ جمعہ کی دوسری یا مزید جماعتوں کا معاملہ اس صورت میں بھی پیدا ہوتا ہے جبکہ جمعہ کے نمازیوں کی تعداد بہت زیادہ ہو اور ایک مرتبہ سب مسجد میں نہ آسکتے ہوں اور نمازیوں کے مسجد سے باہر نماز ادا کرنے میں مسائل پیدا ہوتے ہیں ،اس وقت ہندوستان میں اس کی وجہ سے متعدد جگہ مسائل بلکہ فساد کی شکلیں بھی پیدا ہوئیں،اس کی وجہ سے بعض شہروں میں نماز جمعہ کی ایک سے زائد جماعت ہوتی ہے،تو اس کا کیا حکم ہے اس پر بھی روشنی ڈالی جائے؟

۲- مسجد میں ایک جماعت پر اکتفا کرتے ہوئے یا مزید دو ایک جماعتوں کے بعد بقیہ نمازیوں کے لئے محلّہ کے مکانات میں چھوٹی چھوٹی جماعتوں کے نظام کا کیا حکم ہے؟ جبکہ یہ معمول کے خلاف ہے اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس سے تشتت پیدا ہوگا اور لوگ اس کو آئندہ کے لئے معمول بنالیں گے۔

۳- مسجد میں ایک ہی جماعت کے علاوہ بقیہ لوگ یا جو رہ جائیں پابندیوں کی وجہ سے وہ اپنے گھروں میں ظہر کی نماز تنہا ادا کریں گے یا ان حالات میں ان کو جماعت کے ساتھ ظہر ادا کرنے کی اجازت ہوگی۔

تجہیز وتکفین:

۴- کورونا کے میت کی تجہیز وتکفین سے متعلق بھی کئی مسائل پیدا ہوئے، ان میں سے ایک غسل وکفن کا مسئلہ ہے، کورونا کے میت کو متعلقین کے سپرد کرنے میں مختلف معاملات سامنے آئے ہیں، اگر کسی بندش کے بغیر سپردگی ہو تب تو غسل وکفن کا اہتمام کیا گیا اور کرنا چاہئے، لیکن پابندیوں کی صورت میں جبکہ میت کو مخصوص کَوَر میں لپیٹ کر سپرد کیا جائے اور کھولنے کی اجازت نہ دی جائے تو ایسی صورت میں کیا وہی کَوَر کفن کے حکم میں ہو جائے گا، یا الگ کفن دینا ضروری ہوگا، مگر زیادہ مسئلہ غسل کا ہے، ایسی صورت میں کیا غسل دیا جائے یا تیمّم کرایا جائے، اور اگر چہرہ وہاتھ کے بھی کھولنے کی اجازت نہ ہو تو کیا اسی کَوَر کے اوپر کفن کے کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے، جیسا کہ شہداء جنگ کے حق میں شریعت نے کفن کا حکم رکھا ہے غسل کا نہیں۔

نماز جنازہ:

۵- بسا اوقات طبی عملہ کورونا کے میت کو خود قبرستان لے جا کر سپرد خاک کرتا ہے اور متعلقین کو حوالہ نہیں کرتا، یا کچھ کرنے کی اجازت نہیں دیتا؛ بلکہ بعض اوقات تدفین کی خبر دیتا ہے اور جگہ بتا دیتا ہے، اور کبھی تو جگہ بھی نہیں بتاتا، تو ایسی صورت میں:

الف- اگر قبرستان وقبر کی جگہ کا علم متعلقین کو ہو جائے، یا میت کو حوالہ کردے مگر دفن کے علاوہ مزید کوئی موقع نہ دیا جائے تو ایسی صورت میں کیا میت کی نماز جنازہ قبر پر ادا کی جاسکتی ہے؟ گر ادا کی جاسکتی ہے تو اس کے لئے کیا شرائط ہیں؟

ب- اگر قبرستان اور قبر کا کوئی علم نہ ہو سکے تو کیا اس مخصوص صورت میں غائبانہ نماز جنازہ کی اجازت ہوگی؟ جبکہ عام حالات میں حنفیہ کے یہاں اس کی اجازت نہیں ہے؟

☆☆☆

سوالنامہ:

سوشل میڈیا کا استعمال

سوشل میڈیا اس وقت ابلاغ، تشہیر، اپنی فکر کی تبلیغ اور تجارت وغیرہ کا بہت اہم اور مؤثر ذریعہ بن گیا ہے، اس کے ذریعہ بہت کم وقت میں دنیا کے ایک کونہ سے دوسرے کونہ تک انسان اپنی بات پہنچا سکتا ہے، اگر صحیح مقاصد کے لئے اس کا استعمال کیا جائے تو اس سے بڑے پیمانے پر خیر کی اشاعت ہو سکتی ہے، اور اگر غلط مقاصد کے لئے استعمال ہو تو شاید فسادِ اخلاق اور فساد افکار کا اس سے زیادہ مؤثر کوئی ہتھیار نہیں، آج کل تجارت، معاملات، معاہدات، تعلیم، پند و موعظت یہاں تک کہ دعاء تعویذ اور جھاڑ پھونک کے لئے بھی اس کا استعمال کیا جاتا ہے، اور چوں کہ اس کے استعمال میں کوئی بڑا خرچ نہیں ہے؛ اس لئے یہ ہر شخص کی دسترس میں ہے۔

اس پس منظر میں اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) نے متعدد سمیناروں میں الکٹرانک میڈیا اور سوشل میڈیا سے مربوط مسائل کو غور وفکر کا موضوع بنایا ہے، چنانچہ:

- سمینار میں ٹی وی سے متعلق بحث ہوئی۔
- سمینار میں جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعہ عقود و معاملات کا موضوع زیر بحث آیا۔
- سمینار میں موبائل کے ذریعہ قرآن مجید کی تلاوت کے مسئلہ پر غور کیا گیا۔
- سمینار میں انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل پر بھی بحث ہوئی۔

لیکن اب بھی بہت سے مسائل تشنۂ تحقیق ہیں؛ چنانچہ سوشل میڈیا کی بڑھتی ہوئی مقبولیت، کثرت سے اس کا استعمال اور عوام وخواص کے درمیان پذیرائی کو سامنے رکھتے ہوئے اکیڈمی کے تیسویں سمینار کے لئے اس موضوع سے متعلق چند سوالات آپ کی خدمت میں پیش ہیں:

۱۔ سوشل میڈیا پر سماجی زندگی، دینی معلومات اور شرعی مسائل سے متعلق بہت سے پیغامات آتے رہتے ہیں، بعض پیغام بھیجنے والوں کے بارے میں معلوم ہوتا ہے اور بعضوں کے بارے میں معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کس حد تک معتبر ہیں یا معتبر نہیں ہیں؟ گویا فقہ کی اصطلاح میں ان کی حیثیت مستور الحال کی ہوتی ہے، تو کیا ایسے پیغامات کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے؟

۲۔ سوشل میڈیا پر بہت سی فحش اور ناجائز تصویریں آتی ہیں، اگر کوئی شخص خود تو اس سے بچے اور دوسروں کی طرف اس کی ترسیل بھی نہ کرے؛ لیکن تکنیکی ضرورتوں کے سلسلہ میں اس شعبہ کی ملازمت کرے تو کیا اس کا اس طرح ملازمت کرنا جائز ہوگا؟ اور اگر سائٹ کا مقصد بے حیائی پر مبنی ویڈیو اور آڈیو کی اشاعت نہ ہو؛ مگر ضمنی طور پر یہ کام بھی ہوتا ہو تو اس کا کیا حکم ہوگا؟

۳۔ بہت سے ایسے مضامین بھی آتے ہیں، جس میں تصویریں نہیں ہوتی ہیں اور نہ فحاشی پائی جاتی ہے؛ لیکن وہ ملحدانہ افکار، اسلام پر اعتراض، اخلاقی اقدار کے استخفاف کو شامل ہوتا ہے اور اس کا مقصد ہی ملحدانہ افکار کو فروغ دینا ہوتا ہے، ایسے مضامین کو پڑھنے کا اور دوسروں تک بھیجنے کا کیا حکم ہے، جب کہ ضروری نہیں کہ جس کو بھیجا جائے وہ بھی اس سے متأثر ہو جائے؛ بلکہ ہو

سکتا ہے کہ وہ اس کا رد کر کے دوسروں کو اس سے بچائے؟

۴۔ کورونا کی صورت حال سے سوشل میڈیا کے استعمال کی ایک اور جہت لوگوں کے سامنے آتی ہے، اور وہ ہے تعلیم، عصری تعلیمی ادارے ہی نہیں بلکہ اکثر دینی مدارس کو بھی طلبہ کے وقت کو ضیاع سے بچانے کے لئے اس ذریعہ کا سہارا لینا پڑا، اس کا جو فائدہ ہے، وہ تو ظاہر ہے؛ لیکن دو پہلو نقصان کے بھی ہیں: ایک صحت کے نقطۂ نظر سے؛ کہ جب بچے گھنٹوں موبائل یا لیپ ٹاپ کی اسکرین پر نظر جما کر دیکھتے ہیں تو بینائی پر اس کا اثر پڑتا ہے، دوسرا اثر اخلاق پر پڑتا ہے، بہت سے والدین اپنے بچوں کو بالخصوص Android Phone کے استعمال سے روکتے ہیں، اب اگر تعلیم کے لئے ایک دفعہ یہ موبائل ان کے ہاتھ میں آ گیا تو پھر ان کو اس سے روکنا آسان نہیں ہوتا، اور بعض اوقات دانستہ یا نادانستہ نامناسب سائٹوں تک پہنچ جاتے ہیں، ایسی صورت میں دینی یا عصری تعلیم کے لئے اس کا استعمال درست ہوگا یا نہیں؟

۵۔ سوشل میڈیا بہت سی اچھی معلومات فراہم کرتا ہے، طب وصحت، عالمی حالات، سائنسی وجغرافیائی معلومات وغیرہ؛ لیکن ساتھ ہی ساتھ برائیوں کو پھیلانے میں بھی اس کا بڑا کردار ہے، کیا ایسی صورت میں اسلام کی اشاعت، دینی معلومات کی فراہمی اور اخلاقی تعلیمات وغیرہ کے لئے ایسے ذریعہ کا استعمال کیا جا سکتا ہے؟

۶۔ کیا ویڈیو کانفرنس کے ذریعہ دار القضاء کی کارروائی، دعویٰ، رفع الزام اور شہادت کی سماعت نیز فریقین کی شناخت کرنا جائز ہے اور اس کا اعتبار ہوگا؟

۷۔ آج کل بعض آڈیو یا ویڈیو ڈالے جاتے ہیں، کوئی شخص اسے سنے، یا دیکھے، یا کسی اور کو بھیجے تو کمپنی اس کو پیسہ دیتی ہے، کیا اس ذریعہ سے روپیہ کمانا جائز ہوگا؟

۸۔ کیا اپنی ویڈیو کی نشر واشاعت کے لئے ناجائز یا غیر مصدقہ اشتہارات کو شامل کرنا درست ہوگا؟

۹۔ آج کل آن لائن بھی بعض گیم کھیلے جاتے ہیں، اور جیتنے پر انعام بھی دیا جاتا ہے، کیا ایسے گیم میں شامل ہونا اور اس کو انعام حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا جائز ہے؟

۱۰۔ سوشل میڈیا پر گروپ بنائے جاتے ہیں، گروپ میں شامل افراد کو مسیج بھیجے جاتے ہیں، کیا کسی شخص کو اس کی اجازت یا اطلاع کے بغیر گروپ میں شامل کرنا درست ہے؟

۱۱۔ آج کل اہم اور مقبول کتابوں کی PDF کثرت سے سوشل میڈیا پر ڈالی جاتی ہے، اور اس کی نشر واشاعت ہوتی ہے، کیا مصنف اور ناشر کی اجازت کے بغیر ایسا کیا جا سکتا ہے، جب کہ اس سے کتابوں کے ناشرین اور خود مصنفین کو بڑا معاشی نقصان ہوتا ہے؟

۱۲۔ بحیثیت مجموعی سوشل میڈیا کے استعمال میں کن امور کا لحاظ رکھنا اور کن باتوں سے اجتناب برتنا ضروری ہے؟

☆☆☆

تجاویز:

تجویز بابت: کورونا کی وجہ سے پیدا ہونے والے چند اہم مسائل

کورونا وبا کی وجہ سے جہاں دوسرے شعبہ ہائے حیات میں مشکلات پیدا ہوئیں، وہیں عبادات کے بعض اہم مسائل میں بھی رکاوٹیں پیدا ہوئیں، جن میں سے چند کے احکام یہ ہیں:

۱- کورونا جیسی پابندیوں کے ماحول میں ایک مسجد میں پنج وقتہ اور جمعہ وعیدین کی نماز میں ایک سے زائد جماعت کی اجازت ہوگی؛ البتہ اس کا خیال رکھا جائے کہ ہر جماعت کا امام الگ ہو اور دوسری جماعت تبدیلیٔ ہیئت کے ساتھ ہو۔

۲- عام حالات میں جب کہ نمازیوں کی تعداد بہت زیادہ ہو اور ایک مرتبہ میں مسجد کے اندر نہ آسکتے ہوں اور نمازیوں کے مسجد سے باہر نماز ادا کرنے میں دشواریاں پیدا ہوتی ہوں تو اس صورت میں توسیع مسجد یا دوسری مسجد کی تعمیر ہونے تک ایک مسجد میں ایک سے زائد جماعت کی گنجائش ہے۔

۳- کورونا جیسے وبائی دور میں طبی اور انتظامی ہدایات اور تقاضوں کے مطابق مسجد کی جماعت کے علاوہ متعدد مقامات و مکانات میں نماز جمعہ پڑھنا درست ہے؛ البتہ مولانا محمد مصطفی عبدالقدوس ندوی کو اس رائے سے اتفاق نہیں ہے۔

۴- جو لوگ کورونا جیسی پابندیوں کی وجہ سے اپنے گھروں میں نماز ظہر پڑھنا چاہتے ہیں، ان کے لئے جماعت سے بھی پڑھنا درست ہے اور انفراداً بھی۔

۵- اگر کورونا پابندیوں کی وجہ سے میت کو غسل دینا یا تیمّم کرانا دشوار ہو تو فریضۂ غسل ساقط ہوجائے گا اور اس پر نماز جنازہ ادا کرنا درست ہوگا۔

۶- اگر کورونا میت کو کفن مسنون دینا دشوار نہ ہو تو کور پر کفن مسنون پہنانا بہتر ہے اور دشواری کی صورت میں کور ہی کفن کے حکم میں ہوگا۔

۷- اگر کورونا میت کو نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن کر دیا گیا ہو تو اس کی قبر پر اس وقت تک نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے جب تک کہ اس کی لاش کے تغیر کا ظن غالب نہ ہو۔

تجویز بابت: سوشل میڈیا کے استعمال کے شرعی اُصول وضوابط

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا تیسواں فقہی سمینار ''المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد'' میں ۳-۴/ اکتوبر ۲۰۲۱ء کو منعقد ہوا، جس میں ایک اہم موضوع ''سوشل میڈیا کے استعمال کے شرعی اُصول وضوابط'' پر بحث ومناقشہ کے بعد درج ذیل تجاویز منظور کی گئیں:

۱- سوشل میڈیا موجودہ دور کی ایک اہم ایجاد ہے، جس سے منافع اور مفاسد دونوں وابستہ ہیں اور اس وقت یہ ابلاغ کا ایک اہم

ذریعہ ہے۔

۲- دینی، معلوماتی اور مفید باتوں پر مبنی پیغامات جو معتبر اور مصدقہ ہوں، ان کو آگے بھیجنا درست ہے۔

۳- اشیاء میں حکم کا مدار اس چیز کے اصل مقصد پر ہوتا ہے؛ لہٰذا اگر کسی سائٹ کا مقصود فحش اور ناجائز تصویروں کی اشاعت ہو تو اس کے تکنیکی شعبہ میں بھی ملازمت کرنا جائز نہیں ہے۔

۴- سوشل میڈیا پر موجود جو مواد اخلاقی اقدار کے استخفاف، ناجائز اُمور یا ملحدانہ افکار کے فروغ کے لئے ہوں، ان کی اشاعت جائز نہیں، سوائے اس کے کہ ان کو ایسے لوگوں کو بھیجا جائے جن کے بارے میں اُمید ہو کہ وہ اس کا رد کریں گے اور دوسروں کو بھی متاثر ہونے سے بچائیں گے۔

۵- تعلیمی مقاصد کے لئے موبائل اور سوشل میڈیا کا استعمال درست ہے، تاہم اس کے ساتھ اخلاقی اور جسمانی نقصانات سے تحفظ کی احتیاطی تدابیر اور ذرائع بھی اختیار کرنا ضروری ہے۔

۶- اسلام کی اشاعت، دینی معلومات کی فراہمی، اخلاقی تعلیمات اور جائز معاشی فوائد وغیرہ کے لئے سوشل میڈیا کا استعمال وقت کی اہم ضرورت ہے؛ لہٰذا اس کے استعمال میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

۷- تجویز کمیٹی اکیڈمی سے اپیل کرتی ہے کہ دار القضاء سے متعلق آن لائن کارروائی کی تحقیق کے لئے وہ ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دے، جو تمام پہلوؤں کا احاطہ کرکے مفصل رپورٹ پیش کرے۔

۸- اگر آڈیو یا ویڈیو کے مشتملات شرعی اعتبار سے درست ہوں تو ان کو سننے، دیکھنے اور دوسرے شخص کو بھیجنے پر کمپنی جو پیسہ دیتی ہے، اس کا لینا جائز ہے۔

۹- ویڈیو کی نشر و اشاعت کے لئے ناجائز یا غیر مصدقہ اشتہارات کو اختیاری طور پر شامل کرنا درست نہیں ہے۔

۱۰- آن لائن گیمز عمومی طور پر بہت سے مفاسد پر مشتمل ہوتے ہیں، اس لئے ان کا کھیلنا اور ان کو ذریعہ معاش بنانا درست نہیں ہے؛ البتہ اگر قمار، ضیاع وقت و مال اور غیر اخلاقی اقدار جیسے مفاسد نہ ہوں تو اس کے کھیلنے اور انعام حاصل کرنے کی گنجائش ہے۔

۱۱- سوشل میڈیا پر بنائے جانے والے گروپ میں صراحتاً یا دلالتاً اجازت کے بغیر کسی کو شامل کرنا شرعاً درست نہیں ہے۔

۱۲- جو کتابیں بحق مؤلف یا ناشر محفوظ ہیں، اس کی اجازت کے بغیر ان کا پی ڈی ایف بنا کر یا کسی بھی فارمیٹ میں ڈیجیٹل کاپی بنا کر سوشل میڈیا پر ڈالنا درست نہ ہوگا۔

۱۳- سوشل میڈیا کے استعمال میں شرعی و اخلاقی اُمور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اور جو اُمور غیر شرعی اور غیر اخلاقی ہوں، ان سے اجتناب لازم ہوگا۔

۱۴- سوشل میڈیا پر باطل اور گمراہ فرقوں کی طرف سے اسلام کے نام پر بنائی گئیں بہت سی سائٹس موجود ہیں؛ لہٰذا شرکاء سیمینار کی نوجوان نسل سے اپیل ہے کہ وہ ایسی سائٹس کے استعمال سے اجتناب کریں اور اس سلسلہ میں اپنے معتمد علماء سے رُجوع کریں۔

☆☆☆

رپورٹ:

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے سالانہ فقہی سمینار کا انعقاد

المعہد العالی الاسلامی کے اشتراک وتعاون سے اسلامک فقہ اکیڈمی کے دو فقہی سمینار:

گزشتہ 29 واں فقہی سمینار اور موجودہ 30 واں فقہی سمینار حیدر آباد میں منعقد ہوا

حیدر آباد (پریس ریلیز) - اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا 29 واں اور 30 واں فقہی سیمینار ریاست تلنگانہ کے دارالسلطنت اور تاریخی تہذیبی، علمی وادبی شہر حیدر آباد کے مشہور ومعروف تحقیقی ادارہ المعہد العالی الاسلامی میں مورخہ 1 تا 4 اکتوبر 2021 کو منعقد ہوئے، اکیڈمی کا 29 واں سیمینار 2021 کے اواخر میں منعقد ہونا تھا لیکن بعض وجوہات اور رکاوٹوں کی وجہ سے منعقد نہیں ہو سکا، اور دیکھتے ہی دیکھتے سال 2021 آ گیا، لہذا اس طویل وقفہ کی وجہ سے یہ مناسب سمجھا گیا کہ دونوں سمیناروں کو ایک ساتھ منعقد کیا جائے، قرعہ فال المعہد العالی الاسلامی کے نام نکلا، جو صوری اور معنوی ہر لحاظ سے اسلامک فقہ اکیڈمی کے فقہی سمینار کیلئے مناسب تھا۔

ان دونوں سمیناروں کی کل آٹھ نشستیں ہوئیں، جن میں دو افتتاحی اور اختتامی نشستیں بھی تھیں، اس سمینار کا افتتاحی اجلاس 2 اکتوبر کی صبح میں منعقد کیا گیا، اس افتتاحی اجلاس میں ملک کے معروف ادارے دارالعلوم دیوبند کے استاذ حدیث وتفسیر اور اسلامک فقہ اکیڈمی کے صدر حضرت مولانا نعمت اللہ اعظمی صاحب شریک ہوئے اور اس اجلاس کی صدارت فرمائی، انہوں نے اپنے صدارتی کلمات میں فرمایا: جب اسلامک فقہ اکیڈمی قائم ہوئی تو دو چار علما کو چھوڑ کر سب کے ذہن میں یہ بات تھی کہ یہ کیسے وجود میں آئے گی؟ مگر آپ تمام حضرات جنھوں نے حصہ لیا اور کئی ایک سمیناروں میں شریک ہوئے ان کو شرح صدر ہوا، اور اسلامی فقہ کی برتری کا دوسرے مکاتب فکر پر اثر ہوا، پھر حضرت نے موجودہ دور کے تناظر میں مختلف امثلہ کی روشنی میں فقہ اسلامی کی افادیت اور اثر انگیزی پر پورے وثوق اور متانت وسنجیدگی کے ساتھ بیان کیا، اور فرمایا کہ قمار وسود جو بنیادی خرابی ہے، اس کا حل اسلام نے بہت بہتر انداز میں پیش کیا ہے۔

موجودہ حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں بدنام کرنے کی بہت کوشش کی جا رہی ہے، اور کی جائے گی؛ لیکن عسی ربکم الخیعنی پھر اس کے بعد کشادگی کا وعدہ ہے، جو پورا ہو کر رہے گا۔

اخیر میں حضرت نے پھر لوگوں کو حوصلہ دیا کہ حالات ضرور اچھے ہوں گے یقین رکھیے، ہندو تو اسے آپ پست حوصلہ مت ہوئیے، مشکلات ضرور ہیں لیکن تا دیر نہیں، اس گھٹا کو چھٹنا ہی ہے، ہاں ہم لوگوں کو اس کی تیاری کرنی چاہئے کہ اسلام پر اعتراض - جو محض پروپیگنڈہ ہے - اس کے دفاع کیلیے کوشش کرنی چاہئے، مفتی شاہد علی قاسمی (استاذ المعہد) کے شکریہ کے ساتھ گیارہ بجے اس مجلس کا اختتام ہوا۔

اس افتتاحی نشست میں المعہد العالی الاسلامی کے نائب ناظم مولانا عمر عابدین قاسمی مدنی نے مہمانوں کا استقبال کرتے ہوئے خطبہ ستقبالیہ پیش کیا اور اپنے اس استقبالیہ کلمات میں تمام مندوبین کا دلی شکریہ ادا کیا، نیز المعہد العالی الاسلامی اور اس کی خدمات کا مختصر اور جامع تعارف پیش کیا، جس میں انہوں نے المعہد العالی الاسلامی کے شعبوں اور ان کی کارکردگی پر روشنی ڈالی۔

اس نشست میں کلیدی خطاب پیش کرتے ہوئے حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب (جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی، بانی المعہد العالی الاسلامی) نے لاک ڈاؤن کی وجہ سے دارالعلوم وقف دیوبند میں تیاریوں کے باجود اجلاس کے التواء پر افسوس کا اظہار کیا اور ملکی حالات کی وجہ سے موجودہ اجلاس کی تشہیر نہ کرنے کی حکمت بیان کی، حضرت مولانا نے اسی موقع سے المعہد العالی الاسلامی کے دومنزلہ دارالتربیت کے سنگ بنیاد کی بات کہی، جس میں نچلی منزل میں تربیتی پروگراموں کا انعقاد ہوگا اور اوپری منزل میں معہد کا کتب خانہ ہوگا کیونکہ معہد کے کتب خانہ کی موجودہ عمارت تنگ دامنی کا شکوہ کررہی ہے، آپ نے گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے اپنے ادارے کے مختلف منصوبوں اور پروگراموں کا اعلان کیا، کثیر المقاصد کیمپ کے انعقاد کا بھی اعلان کیا، بالخصوص کتب خانہ میں ہندوستانیات کا شعبہ قائم کرنے کی بات بھی فرمائی، لاک ڈاؤن کے درمیان فقہ اکیڈمی کی خدمات پر بھی آپ نے تفصیل سے روشنی ڈالی۔

حضرت مولانا سفیان قاسمی (مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند) نے اپنے خطاب میں دارالعلوم وقف دیوبند میں فقہ اکیڈمی کے اجلاس کی منسوخی پر افسوس کا اظہار کیا اور ملکی حالات کی جانب اشارہ کیا، آپ نے مزید فرمایا کہ طلبہ علوم دینیہ پر کورونا کے منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں اور علماء حضرات کو چاہئے کہ وہ طلبہ کی حصول علم کیلئے نئے سرے سے ذہن سازی کریں۔ آپ نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ جب مشکل حالات آتے ہیں تو ہمارے اکابر کا طرز عمل دوطرح کا رہا ہے: اول یہ کہ اپنی استطاعت کے بقدر مقابلہ کریں اور دوسرے یہ کہ خاموشی اختیار کرکے حالات کے گزرجانے کا انتظار کریں، ہم جس دور میں ہیں، یہ خاموشی کے ساتھ حالات کے جائزہ اور اس کے گزرجانے کے انتظار کا ہے، ہاں ہمت پست نہ ہو؛ بلکہ بلند رہے۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کے صدر اور ندوۃ العلما لکھنؤ کے ناظم اعلی حضرت مولانا محمد رابع ندوی صاحب نے بھی مختصر ورچوئل خطاب فرمایا، جس میں اسلامک فقہ اکیڈمی کے منتظمین کو اجلاس کے انعقاد پر مبارک باد دی اور دعاؤں سے نوازا اور فرمایا: دین قیامت تک کیلئے ہے، ہاں وقتی تغیرات ضرور ہوں گے اور اس کو حل کرنا علماء کی ذمہ داری ہے اور یہ اجلاس اسی مقصد کیلئے ہے، اللہ اسے اپنے مقاصد میں کامیاب کرے، اس موقع سے ان حضرات کے علاوہ حضرت مولانا عتیق احمد بستوی صاحب، حضرت مولانا عبیداللہ اسعدی صاحب اور دیگر حضرات موجود تھے، اس افتتاحی نشست کی نظامت کے فرائض مولانا محمد اعظم ندوی (استاد فقہ المعہد العالی الاسلامی) نے انجام دیئے، اور شکریہ کی کلمات مفتی شاہد علی قاسمی نے پیش کئے۔

اسی نشست میں درج ذیل کتابوں کی رسم اجرا انجام پائی:

(1) پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم	مصنف: حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب
(2) محاضرات اصول فقہ	مصنف: حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

(3) آسان علم کلام — مصنف: حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

(4) احکام شرعیہ پر جہل (ناواقفیت) کا اثر (گذشتہ سمینار کے مقالات کا مجموعہ) مرتب: مفتی احمد نادر قاسمی

(5) مالی تعزیز شریعت اسلامی کی روشنی میں (گذشتہ سمینار کے مقالات کا مجموعہ) مرتب: مفتی احمد نادر قاسمی

(6) ہیرے جواہرات کی خرید وفروخت (گذشتہ سمینار کے مقالات کا مجموعہ) مرتب: مفتی امتیاز احمد قاسمی

(7) انفارمیشن ٹکنالوجی-احکام ومسائل (گذشتہ سمینار کے مقالات کا مجموعہ) مرتب: مولانا صفدر زبیر ندوی

(8) رشوت: احکام ومسائل — مصنف: مولانا صابر حسین ندوی

افتتاحی نشست کے بعد تین دنوں میں چھ نشستیں ہوئیں، پہلی نشست کا موضوع "خواتین کا محرم کے بغیر سفر" تھا، اس کی صدارت حضرت مولانا مفتی عتیق احمد بستوی اور نظامت مفتی جنید عالم قاسمی صاحب نے فرمائی اور اس موضوع پر عرض مسئلہ مولانا ظہیر احمد قاسمی کانپور اور مولانا نورالحق رحمانی نے پیش کیا، اس کے بعد شرکاء سمینار نے موضوع کے ہر پہلو پر بحث ومناقشہ کیا۔ نشست کے اخیر میں صدر مجلس حضرت مولانا عتیق احمد بستوی نے اس مسئلہ کا پس منظر بیان کیا، اور یہ بھی واضح کیا کہ حنفیہ کو لوگ اہل الرائے کہتے ہیں، لیکن اس مسئلہ میں تمسک بالآثار میں احناف کا موقف واضح اور روشن ہے، انہوں نے اس موقع پر مقالہ نگاروں کو یہ بھی نصیحت کی کہ مختلف مسالک پر نقد میں حد ادب کو ملحوظ رکھا جائے اور کوئی ایسی بات نہ کہی جائے جس سے سوء ادب کا شبہ ہو۔

اسی نشست میں حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے فقہ اکیڈمی سے گہری وابستگی رکھنے والے حضرات کی رحلت پر کلمات تعزیت پیش کئے، جن حضرات کا صدمہ اسلامک فقہ اکیڈمی کو گذشتہ سال اٹھانا پڑا ہے، ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت مولانا برہان الدین سنبھلیؒ صاحب۔

(۲) حضرت مولانا محمد قاسم مظفر پوریؒ صاحب۔

(۳) حضرت مولانا عبدالجلیل صاحبؒ۔

(۴) جناب مولانا امین عثمانیؒ۔

اس کے بعد دوسری علمی نشست ہوئی، جس کا موضوع '' سدّ ذریعہ-ایک اہم اصول '' تھا، اس نشست کی صدارت حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے فرمائی، اور نظامت مولانا ولی اللہ مجید قاسمی نے کی، عرض مسئلہ مولانا امانت علی قاسمی اوڈاکٹر مفتی محمد شاجہاں ندوی نے پیش کیا۔ جناب صدر حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے صدارتی خطاب فرماتے ہوئے سد ذریعہ اور فتح ذریعہ پر خطاب فرمایا اور موبائل کے عام ابتلاء اور اس کی وجہ سے درآئی خرابیوں کا ذکر کرتے ہوئے اس کے سدباب پر زور دیا، حضرت مولانا مفتی سید محمد صادق محی الدین (سابق مفتی جامعہ نظامیہ) نے بھی اس مجلس کو خطاب کیا اور اکیڈمی کی خدمات اور حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کی کاوشوں کو سراہا، اور ان ہی کی دعا پر یہ نشست ختم ہوئی۔

تیسری نشست مغرب کے بعد منعقد ہوئی، جس کا موضوع '' رویت ہلال سے متعلق چند اہم مسائل '' تھا، اس نشست کی صدارت حضرت مولانا عبید اللہ اسعدی صاحب اور نظامت مولانا اختر امام عادل قاسمی صاحب نے فرمائی، اس موضوع پر مفتی انور علی

اعظمی، اور مولانا ظفر عالم ندوی اور مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی نے عرض مسئلہ پیش کیا۔

اس نشست کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں فلکیات کے ماہرین جناب پروفیسر نجم الحسن صاحب (مانو) سے اور مانچسٹر (برطانیہ) سے مولانا ثمیر الدین قاسمی صاحب نے بھی شرکاء سے خطاب کیا، ان دونوں حضرات نے فلکیاتی علم کی روشنی میں بتایا کہ چاند کی پیدائش کیسے ہوتی ہے، اور اس میں کتنا وقفہ ہونا چاہئے کہ وہ دوربین یا ننگی آنکھوں سے نظر آئے۔ مفتی ثمیر الدین قاسمی صاحب نے علماء پر زور دیا کہ وہ مون نیوی گیشن بھی سیکھیں تاکہ چاند کے مختلف منازل اور مدارج سے نہ صرف واقف ہوں؛ بلکہ جھوٹے گواہوں کی گواہی پر گرفت بھی کر سکیں۔

حضرت مولانا مفتی عتیق صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کچھ اہم باتوں کی طرف اشارہ کیا: جیسے چاند کا مسئلہ انتظامی ہے اور علماء کے پاس انتظامی اختیارات نہیں لہذا وہ لوگوں کو خبر تو دے سکتے ہیں پابند نہیں کر سکتے، اور دوسری اہم بات یہ فرمائی کہ پڑوسی ملک پاکستان کے وفاق المدارس میں ہیئت پر تین کتابیں پڑھائی جارہی ہیں جب کہ ہندوستان میں مدارس سے علم ہیئت کو بے دخل کر دیا گیا ہے، جب کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ علم ہیئت وغیرہ جس کا اوقات نماز اور دیگر عبادات جیسے روزہ اور حج وغیرہ سے تعلق ہے، کو نصاب میں داخل کیا جائے، اور یہ بھی فرمایا کہ اگر فلکیاتی علم کی رو سے چاند آنکھوں سے دیکھنا ممکن نہیں اور کوئی چاند کی گواہی دے تو اس کی گواہی قبول نہ کی جائے۔

صدارتی خطاب میں حضرت مولانا عبید اللہ اسعدی نے بعض مقالہ نگاروں کے اس استدلال کو غلط قرار دیا کہ جیسے کسی شہر میں دو قاضی ہوسکتے ہیں ویسے ہی کسی شہر میں دو رویت ہلال کمیٹی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں، آپ نے فرمایا: دو نہیں زائد قاضی ہوں تب بھی بیک وقت کوئی مسئلہ دو قاضی کی عدالت میں بیک وقت پیش نہیں ہوسکتا جب کہ رویت ہلال کمیٹی کا موضوع ایک ہی ہے، اس کے علاوہ پولیس اور انتظامیہ کا بھی دباؤ ہوتا ہے کہ کسی ایک ہی دن عید منائی جائے کیونکہ وہ دو عیدوں کی ذمہ داری قبول نہیں کرتے ہیں، اور ایک شہر میں دو تین کمیٹیوں کے ہونے سے انتشار کا قوی اندیشہ ہے۔

25 صفر مطابق 3 اکتوبر کو چوتھی نشست منعقد ہوئی، جس کا موضوع ''باغات میں پھلوں کی خرید وفروخت'' تھا، صدارت حضرت مولانا عبید اللہ اسعدی نے فرمائی اور نظامت مولانا راشد حسین ندوی کی تھی۔ عرض مسئلہ کی ذمہ داری مولانا خالد حسین نیموی اور مولانا مفتی عبد الرشید کانپوری نے نبھائی۔

حضرت مولانا عبید اللہ اسعدی نے صدارتی خطاب میں فرمایا: کسی بھی مسئلہ میں جواز اور عدم جواز کی بات تحقیق کے بعد کہی جائے ورنہ بسا اوقات پہلے جواز اور پھر تحقیق کے بعد عدم جواز کے فتوی سے عوام کو الجھن اور تشویش ہوتی ہے، عرفی معاملات میں ائمہ اربعہ کے یہاں سب سے زیادہ توسع حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے یہاں ہے، اور ہمارے اکابر دیوبند کا مزاج بھی معاملات میں توسع کا ہے، حضرت گنگوہی کا ارشاد ہے کہ معاملات میں کسی بھی مذہب میں گنجائش ملے تو عوام کو وہ گنجائش فراہم کیا جانا چاہئے اور حضرت تھانوی کے متعدد ایسے فتاوی ہیں جن میں انہوں نے معاملات میں آسانی کی خاطر دوسرے مسلک کے قول پر فتویٰ دیا ہے یا اس پر عمل کی گنجائش دی ہے، ایسے فتاویٰ کا مجموعہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

اس کے بعد پانچویں نشست کا انعقاد ہوا، جس کا موضوع ''کورونا سے متعلق چند اہم مسائل'' تھا، صدارت حضرت مولانا مفتی احمد دیولوی (خازن اسلامک فقہ اکیڈمی) نے فرمائی، اور نظامت مفتی اقبال احمد قاسمی نے کی، عرض مسئلہ کا فریضہ مفتی محمد شاہد علی قاسمی (استاذ المعہد) نے انجام دیا۔

حضرت مولانا عبید اللہ اسعدی نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا: آج حالت یہ ہے کہ عوام کی بڑی تعداد نماز پنجگانہ سے غافل ہے، دین سے اس کا تعلق صرف نماز جمعہ سے قائم اور باقی ہے، اگر ہم نے ان سے کہہ دیا کہ کورونا کی وجہ سے نماز جمعہ تم سے ساقط ہے تو وہ نہ ظہر پڑھیں گے اور نہ نماز جمعہ اور رفتہ رفتہ بالکل ہی دین سے غافل ہوجائیں گے اور یہ صرف مفروضہ نہیں بلکہ حقیقت ہے، جب حضرت تھانوی نے تعزیہ جیسی بدعت کو دین کی بقا اور حفاظت میں موثر ہونے کی صورت میں منانے کی اجازت دی ہے تو پھر جمعہ کا معاملہ تو بدرجہ اولیٰ اہم ہے، اس موقع سے حضرت علامہ ابراہیم بلیاوی کا قول بھی نقل کیا: جمعہ کی فرضیت دلائل قطعیہ سے اور جمعہ کے شرائط دلائل ظنیہ سے ثابت ہیں۔

اسی نشست میں حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا: فقہ اکیڈمی کا کام فتوی دینا نہیں، بلکہ مفتیان کرام کیلئے سہولت فراہم کرنا اور آزادانہ غور وفکر کا موقع فراہم کرنا ہے، یہ مقامی علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو حکمت کے ساتھ شرعی حکم سے واقف کرائیں، انہوں نے اس موقع سے رائے بریلی میں حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ کی خدمت میں چندروزہ قیام کی بات فرمائی اور کہا کہ ان کے استفسار پر میں نے جواب دیا کہ مجھ کو ماضی قریب کے مفتیان کرام میں سب سے زیادہ مناسبت حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ سے ہے، جس پر انہوں نے اس کی وجہ پوچھی تو میں نے بتایا کہ ان کے فتاوی میں عصری موافقت ہے، اس پر حضرت علی میاںؒ نے میرے جواب کی تصویب اور تحسین فرمائی۔

حضرت مولانا مفتی احمد دیولوی صاحب نے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ تعدد رویت ہلال کمیٹی اور تعدد جمعہ کا مسئلہ آج کا نہیں بلکہ بہت قدیم اور ان کی طالب علمی کے زمانہ کا ہی ہے، انہوں نے اس موقع پر مساجد کی تعمیر میں حکومت کی جانب سے پابندیوں کے ضمن میں یہ اہم بات ارشاد فرمائی کہ مسجد کے نام پر اجازت ملنا مشکل ہے، آپ عبادت گاہ کے نام پر اجازت حاصل کیجئے، اس سے آسانی ہوگی۔

اس سمینار کی آخری علمی نشست بعد نماز مغرب ہوئی، جس کا موضوع ''سوشل میڈیا کا استعمال'' تھا، صدارت حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی (جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی) نے فرمائی اور نظامت کے فرائض مفتی رحمت اللہ ندوی (استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنو) نے انجام دیے اور عرض مسئلہ کا فریضہ ڈاکٹر صفدر زبیر ندوی نے انجام دیا۔

حضرت مولانا مفتی عتیق احمد بستوی نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ جہاں تک تصویر کی حلت وحرمت کی بات ہے تو اس پر فقہ اکیڈمی کے بارہویں سمینار میں جو بستی ضلع، یوپی میں منعقد ہوا تھا، اس پر بحث ہوچکی ہے اور حضرت قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کا اس پر جامع تبصرہ ہے، اور یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہئے کہ بسا اوقات کچھ چیزیں اصل اور مقصود ہوتی ہیں اور کچھ چیزیں ضمنی، ضمنی امور مین خرابی اور قباحت سے اصل اور مقصود کی قباحت لازم نہیں آتی، جیسے کہ اخبارات اور کتب میں بھی بسا اوقات تصاویر ہوتی ہیں لیکن وہ

ضمنی ہوتی ہیں اور مفسدہ پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ فساد غالب ہے یا مغلوب ہے۔

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے صدارتی خطاب میں فرمایا: سوشل میڈیا کا ابتلاء عام ہے، اور اسی کے ساتھ اس کا فائدہ اور نقصان بھی غیر معمولی ہے، اس سے جہاں ایک جانب دعوت وتبلیغ اسلام اور امر بالمعروف نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا جاسکتا ہے، وہیں اس کے ذریعہ بے حیائی اور فحاشی کو بھی نہایت قوت اور عجلت کے ساتھ فروغ دیا جاسکتا ہے، اس کے ذریعہ ظلم وتعدی کی راہ اپنائی جاسکتی ہے، ظالموں کو اچھا اور مظلوموں کو برا بتایا جاسکتا ہے، جیسا کہ یہودیوں نے میڈیا کے استعمال سے کیا ہے ، دوسری طرف سوشل میڈیا لوگوں کی ضرورت بن گیا ہے، لاک ڈاؤن میں تعلیمی نظام اسی کا مرہون منت رہا ہے، مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابوں کا حصول اس کی وجہ سے بہت آسان ہوجاتا ہے، ان امور کے علاوہ سوشل میڈیا کا استعمال روپے کمانے، تفریح کرنے ، ماحول سازی اور اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے میں بھی نمایاں ہے، سوشل میڈیا کے استعمال پر تجاویز مرتب کرنے والوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ ان امور کا گہرا تجزیہ کریں اور مزید فرمایا: سوشل میڈیا پر گمراہ فرقے اور گروہ بھی بہت سرگرم ہیں جو اسلام کی تعلیمات کو مسخ کرکے پیش کرتے ہیں، ایسے میں ضروری ہے کہ ان گمراہ فرقوں اور گروہوں کا علمی رد کیا جائے اور جہاں یہ گمراہ کن مواد موجود ہے، وہیں اس کی تردید کی جائے، ورنہ سوشل میڈیا پر سرگرم مسلم نوجوانوں کی گمراہی کا قوی اندیشہ ہے، حضرت مولانا کے ان ہی کلمات کے ساتھ یہ نشست ختم ہوئی۔

ان تمام علمی مجلسوں میں بحث ومناقشہ ہونے کے بعد نتیجہ کے طور پر 26 صفر مطابق 4 اکتوبر کو تجاویز کی نشست منعقد ہوئی، جس کی صدارت حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے فرمائی، جب کہ نظامت کے فرائض حضرت مولانا عبید اللہ اسعدی نے ادا کئے ، اس نشست میں ڈاکٹر مولانا عبداللہ جولم (عمرآباد)، مولانا عبدالشکور قاسمی (کیرالہ)، مفتی نذیر احمد کشمیری، اور مفتی سعید الرحمٰن فاروقی (ممبئی) نے اپنے تاثرات کا بھی اظہار کیا، اس کے بعد کمیٹیوں کی جانب سے تیار کی گئی تجاویز کو شرکاء کے سامنے حضرت مولانا عبید اللہ اسعدی صاحب نے پیش کیا اور پھر ہر موضوع پر بحث اور تبادلہ خیال کیا گیا اور پھر اس کے بعد تمام موضوعات سے متعلق متفقہ طور پر تجاویز منظور کی گئیں اور مفتی صادق محی الدین صاحب کی دعا پر سمینار اختتام کو پہنچا۔

☆☆☆